40

شعائر اللہ کی تعظیم

(فرمودہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء)

سورہ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد حضور نے یہ آیت پڑھی :-

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ [۱]

یہ آیت جو سورہ فاتحہ کے بعد مَیں نے پڑھی ہے بہت چھوٹی سی آیت ہے اور اس کے اندر چند ہی لفظ ہیں لیکن انسان کے فرائض اور اس کی ذمّہ داریوں کو اس میں ایسے صریح اور صاف اور کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص سمجھ اور عقل سے کام لینے والا ہو تو اسی کے ذریعہ وہ اپنے تمام اعمال درست کر سکتا ہے۔ سب انسانوں میں عقل اور سمجھ ہی کا فرق ہوتا ہے ورنہ ایک ہی قسم کے سب ہوتے ہیں آنکھ، کان، ناک، مُنہ، سر، پاؤں وغیرہ کے لحاظ سے تو سب برابر ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ سب کا ایک ہی سر ہوتا ہے دو[۲] کسی کے نہیں ہوتے اور باوجود اس کے کہ سب کی آنکھیں دو ہی ہوتی ہیں تین کسی کی نہیں ہوتیں اور باوجود اس کے کہ سب کے کان دو ہی ہوتے ہیں چار یا پانچ کسی کے نہیں ہوتے لیکن انہیں میں سے ایک تو اتنی ترقی کر جاتے اور اس قدر بلند ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کی نظروں سے ہی پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور ان کو آدمی نہیں سمجھا جاتا بلکہ خدا بنا لیا جاتا ہے گویا وہ اُڑ کر دوسرے انسانوں کی نظروں سے اِس قدر بعید ہو جاتے ہیں کہ وہ ان کی اصلی حالت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ ان کی انسانیّت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور کمالات اِس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ انہیں خدا بنا لیا جاتا ہے لیکن کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ کیا فرق ہوتا ہے اُس انسان میں جس کو خدا بنا لیا جاتا ہے اور اس میں جو اس کے آگے سجدہ کرتا ہے یہی عقل کا ہی فرق ہوتا ہے ایک نے چونکہ عقل سے کام لیا اس لئے بہت بڑھ گیا اور دوسرے نے نہ لیا اِس لئے وہ سجدہ کرنے والا بن گیا۔ ایک بڑھا تو اِتنا بڑھا کہ خدا سمجھ

[۱] الحج: ۳۳

لیا گیا اور دوسرا گرا تو اِتنا گرا کہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے بندہ کو سجدہ کرنے لگ گیا۔ یہ عقل اور سمجھ کا ہی فرق ہے جس سے ایک بڑا اور ایک چھوٹا ہو گیا۔ پس جو لوگ عقل سے کام لینے والے ہوتے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بڑے بڑے فائدے حاصل کر لیتے ہیں اور جو عقل سے کام نہیں لیتے وہ بڑی بڑی باتوں سے بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کا قُرب اور معرفت حاصل کرنے والے ہوتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ وہ ہر شے سے نصیحت حاصل کرتے اور ہر بات سے سبق لیتے ہیں۔ ان کے لئے ایک گری ہوئی دیوار، ایک بیمار آدمی، ایک ٹوٹا ہوا کھمبا واعظ ہوتا ہے ان کے لئے ایک مکھی اور چیونٹی نصیحت کے لئے کافی ہوتی ہے لیکن جو ایسے نہیں ہوتے وہ ویران اور تباہ ملکوں میں چلتے اور وبازدہ اور ہلاک شُدہ علاقوں میں سے گذرتے ہیں مگر ان کی آنکھیں اندھی اور ان کے کان بہرے اور ان کے دل مُردہ ہوتے ہیں اِس لئے کچھ محسوس نہیں کرتے۔ عقلمند انسان ایک ایسے بیمار سے نصیحت حاصل کر لیتا ہے جس کی بیماری ابھی ابتدائی حالت میں ہوتی ہے اور اس وقت سبق لے لیتا ہے جبکہ بیمار سے ابھی موت بہت دُور ہوتی ہے مگر دوسرا انسان قبرستان میں کھڑا ہو کر بھی کچھ نہیں سمجھتا اور اس وقت بھی کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جبکہ موت اس کی آنکھ کے سامنے واقعہ ہو رہی ہو۔ یہ فرق صرف عقل اور سمجھ ہی کی وجہ سے ہے۔ سب انسان ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں مگر جب کچھ لوگ اس سے کام لیتے ہیں تو بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اور جو نہیں لیتے وہ بہت نیچے گر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ امریکہ سے دو مرد اور ایک عورت آئی۔ ایک مرد نے حضرت مسیح موعود سے آپ کے دعویٰ کے متعلق گفتگو کی دَوران گفتگو میں حضرت مسیح ناصریؑ کا ذکر آ گیا اُس شخص نے کہا وہ تو خدا تھے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ان کے خدا ہونے کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ اُس نے کہا کہ انہوں نے مُعجزے دکھائے ہیں۔ آپ نے فرمایا معجزے تو ہم بھی دکھلاتے ہیں۔ اسنے کہا مجھے کوئی معجزہ دکھلاؤ۔ آپ نے فرمایا تم خود میرا معجزہ ہو۔ یہ سُنکر وہ حیران سا ہو گیا اور کہنے لگا مَیں کس طرح معجزہ ہوں۔ آپ نے فرمایا قادیان ایک بہت چھوٹا سا اور غیر معروف گاؤں تھا معمولی سے معمولی کھانے کی چیزیں بھی یہاں سے نہیں مِل سکتی تھیں حتّٰی کہ ایک روپیہ کا آٹا بھی نہیں مل سکتا تھا اور اگر کسی کو ضرورت ہوتی تو گیہوں لے کر پسواتا تھا۔ اُس وقت مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ مَیں تیرے نام کو دُنیا میں بلند کروں گا اور تمام دُنیا میں تیری شہرت ہو جائے گی۔ چاروں طرف سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ان کی آسائش اور آرام کے سامان بھی یہیں آ جائیں گے یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور ہر قسم اور ہر ملک کے لوگ تیرے پاس آئیں گے یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ [1] اور اِس قدر آئیں گے

[1] تذکرہ ص ۵۲

کہ جن راستوں سے آئیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ اب دیکھ لو کہ راستے کسی قدر عمیق ہو گئے ہیں۔ بٹالہ سے قادیان تک جو سڑک آتی ہے اس پر پچھلے ہی سال گورنمنٹ نے دو ہزار روپیہ کی مٹی ڈلوائی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے پاس امریکہ سے آئے ہو تمہارا مجھ سے کیا تعلق تھا جبتک کہ میں نے دعویٰ نہ کیا تھا مجھے کون جانتا تھا مگر آج تم اِتنی دُور سے میرے پاس چل کر آئے ہو یہی میری صداقت کا نشان ہے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ مجھے اپنا کوئی معجزہ دکھائیں تو سب لوگ حیران تھے کہ حضرت مسیح موعود اسکا کیا جواب دیں گے۔ سب نے یہی خیال کیا تھا کہ آپ کوئی ایسی تقریر کریں گے جس میں معجزات کے متعلق بتائیں گے کہ کس طرح ظاہر ہوتے ہیں لیکن جونہی اس نے اپنی بات کو ختم کیا اور آپ کو انگریزی سے اُردو ترجمہ کر کے سُنائی گئی تو آپ نے فوراً یہی جواب دیا۔ یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن ہر ایک اِنسان کی عقل اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اب بھی ہر ایک وہ انسان جو عقل سے کام نہیں لے گا کہے گا کہ یہ کیا معجزہ ہے۔ مگر جن کی آنکھیں کھلی ہوئی اور عقل و سمجھ رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا معجزہ ہے اور حق کے قبول کرنے والے کے لئے یہی کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ میری صداقت میں لاکھوں نشانات دکھلائے گئے ہیں لیکن مَیں تو کہتا ہوں کہ اتنے نشانات دکھلائے گئے ہیں جو گنے بھی نہیں جا سکتے مگر پھر بھی بہت سے نادان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اتنے تو مرزا صاحب کے الہام بھی نہیں پھر نشانات کس طرح اِس قدر ہو گئے۔ لیکن عقل اور سمجھ رکھنے والے انسان خوب جانتے ہیں کہ لاکھوں نشانات تو ایک الہام سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں ایک قِصّہ مشہور ہے کہتے ہیں کوئی شخص تھا اس نے اپنے بھتیجوں سے کہا کہ کل مَیں تم کو ایک ایسا لڈو دکھلاؤں گا جو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ دوسرے دن جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو انہوں نے لڈّو کے کھانے کی اُمید پر کچھ نہ کھایا اور چچا کو کہا کہ وہ لڈّو دیجئے۔ اس نے ایک معمولی لڈّو نکال کر انکے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہے وہ لڈّو جس کا مَیں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ سخت حیران ہوئے کہ یہ کس طرح کئی لاکھ آدمیوں کا بنایا ہوا ہے۔ چچا نے کہا کہ تم کاغذ اور قلم لے کر لکھنا شروع کرو مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ واقعہ میں اِس لڈّو کو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہے۔ دیکھو ایک حلوائی نے اسے بنایا۔ اس کے بنانے میں جو چیزیں استعمال ہوئی ہیں ان کو حلوائی نے کئی آدمیوں سے خریدا۔ پھر ان میں سے ہر ایک چیز کو ہزاروں آدمیوں نے بنایا۔ مثلاً شکر کو ہی لے لو اس کی تیاری پر کتنے آدمیوں کی محنت خرچ ہوئی ہے کوئی اس کو ملنے والے ہیں کوئی رس نکالنے والے کوئی نیشکر کھیت سے لانے والے کوئی ہَل جوتنے والے، پانی دینے والے۔ پھر ہَل میں جو لوہا اور لکڑی خرچ ہوئی اس کے بنانے والے اِس طرح سب کا حساب لگاؤ تو کِس قدر آدمی بنتے ہیں۔ پھر شکر کے سوا اس میں آٹا ہے اس کے تیار

کرنے والوں کا اندازہ لگاؤ۔ کیا اِس طرح کئی لاکھ آدمی نہیں بنتے۔ بھتیجوں نے یہ سُنکر کہا کہ ہاں ٹھیک ہے یہ بات ان بچّوں کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن وہ شخص چونکہ عقلمند تھا اِس لئے وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک لڈو کے تیار ہونے میں لاکھوں آدمیوں کی محنت خرچ ہوتی ہے۔ یہ تو اس نے دُنیاوی رنگ میں نصیحت کی تھی مگر جو رُوحانی بزرگ گزرے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ مرزا مظہر جان جاناں کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے بٹالہ کے ایک شخص غلام نبی کو دو ۲ لڈّو دیئے اُس نے مُنہ میں ڈال لئے اور کھا گیا تھوڑی دیر کے بعد اس سے انہوں نے پوچھا تم نے ان لڈّوؤں کو کیا کیا۔ اس نے کہا کھا لئے ہیں۔ یہ سُنکر انہوں نے نہایت تعجّب انگیز لہجہ میں پوچھا کہ ہیں کھا لئے ہیں۔ اس نے کہا ہاں کھا لئے ہیں۔ اِسی طرح وہ بار بار اُس سے پوچھتے رہے اور تعجّب کرتے رہے کہ اِتنی جلدی تم نے کھا لئے۔ اس کو خیال ہؤا کہ انہیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ کس طرح کھاتے ہیں۔ ایک دن کوئی شخص ان کے پاس کچھ لڈو لایا ان میں سے آپ نے ایک لڈّو اُٹھا کر رومال پر رکھ لیا اور اس میں سے ایک ریزہ توڑ کر آپ نے تقریر شروع کر دی کہ مَیں ایک ناچیز ہستی ہوں میرے لئے خدا تعالیٰ نے یہ اِتنی بڑی نعمت بھیجی ہے اس میں کیا کیا چیزیں پڑی ہیں پھر ان کو کتنے آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ کیا مجھ ناچیز کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نعمت بھیجی ہے۔ اِس طرح تقریر کرتے رہے ادھر اپنی عاجزی اور فروتنی بیان کرتے اور ادھر خدا تعالیٰ کی حمد اور تعریف کرتے اسی طرح ظہر سے کرتے کرتے ابھی پہلا ہی دانہ جو مُنہ میں ڈالا تھا وہی کھایا تھا کہ عصر کی اذان ہوگئی اور اسے چھوڑ کر وضو کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ کیا بات تھی؟ یہی کہ اس لڈّو میں انہیں خدا تعالیٰ کے ہزاروں نشان نظر آتے تھے یوں کھانے والا تو چار پانچ، دس بیس لڈّو بھی جھٹ پٹ کھا جاتا ہے مگر مظہر جانِ جاناں کے لئے ایک ہی لڈّو اِتنا بوجھل ہوگیا کہ اس کے کھانے سے ان کی کمر ٹوٹی جاتی تھی۔ تو عقل ہی ایک چھوٹی سی چیز کو بڑا بنا دیتی ہے اور نادانی نظر آنے والی بڑی چیز کو چھوٹا ظاہر کر دیتی ہے اسی طرح عقل ایک بڑی نظر آنے والی چیز کو چھوٹا دکھا دیتی ہے اور نادانی ایک معمولی چیز کو بڑا دکھاتی ہے۔ تو دانا اِنسان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نشان دیکھ لیتا ہے اور نادان بڑی بڑی اہم باتوں میں بھی کچھ نہیں دیکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ میری صداقت کے خدا تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھلائے ہیں یہ بالکل درست ہے اور مَیں تو کہتا ہوں کہ آپ کی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اِس قدر نشانات دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار بھی نہیں ہوسکتا مگر کن کے لئے اُنہیں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آپ کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے لئے یہاں آئے تو یہ جس قدر بھی عمارتیں سامنے نظر آ رہی ہیں (مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہو کر) ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب آپ کے نشان ہیں۔ پھر احمدیہ بازار سے آگے کے جس قدر مکانات بنے ہیں ان کے لئے جو زمین تیار

کی گئی تھی اس میں ڈالا ہؤا مٹی کا ایک ایک بورا نشان ہے۔ یہاں، اِتنا بڑا گڑھا تھا کہ ہاتھی غرق ہوسکتا تھا پھر قادیان سے باہر شمال کی طرف نکل جائے وہاں جو اُونچی اور بلند عمارتیں نظر آئیں گی ان کی ہر ایک اینٹ اور چُونے کا ایک ایک ذرّہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ پھر قادیان میں چلتے پھرتے جس قدر انسان نظر آتے ہیں خواہ وہ ہندو ہیں یا سِکھ یا غیر احمدی ہیں یا احمدی سب کے سب آپ ہی کی صداقت کے نشان ہیں۔ احمدی تو اِس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صداقت کو دیکھ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں کے ہو رہے ہیں اور غیر احمدی اور دوسرے مذاہب والے اِس لئے کہ ان کی طرزِ رہائش لباس وغیرہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے وہ نہ تھے جو اَب ہیں۔ ان کی پگڑی، ان کا کُرتہ، ان کا پاجامہ، ان کی عمارتیں، ان کا مال، ان کی دولت وہ نہ تھی جو اَب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کرنے پر لوگ آپ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے بھی فائدہ اُٹھالیا اور لا یشقٰی جلیسھم [1] کی وجہ سے ان کو بھی نعمت مِل گئی تو یہ سب آپ کی صداقت کے نشانات ہیں۔ دُور جانے کی ضرورت نہیں اِسی مسجد کی یہ عمارت، یہ لکڑی، یہ کھمبا سب نشان ہیں کیونکہ یہ پہلے نہیں تھے جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا تو پھر بنے۔ پس لاکھوں نشانات تو یہاں ہی مِل سکتے ہیں۔ پھر سالانہ جلسہ پر جس قدر لوگ آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آنے والا ایک نشان ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ہر سال ظاہر کرتا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کرتا رہے گا۔

تو حضرت مسیح موعود نے اپنے نشانات کا یہ بہت کم اندازہ لگایا ہے کہ وہ لاکھوں ہیں مَیں تو کہتا ہوں کہ وہ اِس قدر ہیں کہ کوئی انسانی طاقت ان کو گِن ہی نہیں سکتی صرف خدا تعالیٰ ہی کے اندازہ میں آ سکتے ہیں۔ لیکن جہاں یہ نشانات ہمارے لئے تقویّتِ ایمان کا موجب ہوتے ہیں وہاں اِس آیت کے ماتحت یہ بھی بتاتے ہیں کہ اوّل ہر ایک آنے والا انسان آنکھیں کھول کر دیکھے کہ یہاں کِس قدر نشانات ہیں اور پھر وہ خود بھی ایک نشان ہے۔

دوسرا یہ کہ تعظیم شعائر اللہ تقوی القلوب میں داخل ہے یعنی متقی ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے نشانات کی عزّت و توقیر کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔ پس مَیں جماعت کے اس حِصّہ کو جو ہجرت کر کے یہاں آ گیا ہے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ سالانہ جلسہ کے دن جوان کے لئے تازہ تازہ اور نئے نئے نشانات دیکھنے کا موجب ہوتے ہیں ان میں جہاں وہ اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے اور خدا تعالیٰ کی حمد اور تقدیس کرتے ہیں کہ ان کی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں بڑے زور سے پوری ہو رہی ہیں وہاں ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آنیوالے مہمانوں کی تعظیم اور

---

[1] بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزّ وجلّ

تکریم کریں اور ان کے آرام اور آسائش کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ یوں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کی تکریم کرنا ایمان میں داخل ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں جو پانچ باتیں بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ مہمان کی خاطرداری کرتے ہیں [1] اس لئے خدا تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ تو مہمان کی مہمان داری کرنا یُوں بھی داخلِ ایمان ہے مگر سالانہ جلسہ پر آنے والے لوگ صرف مہمان ہی نہیں بلکہ شعائر اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہیں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہیں اِس لئے ان کی خاص طور پر تعظیم کرنی چاہیئے۔ ہمارے دوست جو قادیان میں رہنے والے ہیں ان کو چاہیئے کہ خاص طور پر ان کی تواضع اور تکریم کرنے کی کوشش کریں اور آنے والے دوست قادیان کی گلیوں میں پھر کر اور کثیر التعداد مجمع کو دیکھ کر صرف یہ نہ کہیں کہ جلسہ بہت کامیاب ہوا ہے بلکہ فائدہ اُٹھائیں کیونکہ اگر انہوں نے اِس موقع سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا تو ان کے لئے کہاں جلسہ کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کرنا تقویٰ میں داخل ہے لیکن جو شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ کہاں کامیاب ہوا اس کے لئے تو رونے کا مقام ہے کیونکہ اس کو ایک موقع ملا تھا جسے اس نے کھو دیا۔ یہاں کے سب لوگوں کو چاہیئے کہ آنے والے مہمانوں کی خدمت کریں اپنے مہمانوں کی خدمت کرنا کوئی ذِلّت نہیں ہوتی بلکہ مہمان کو کسی قِسم کی تکلیف پہنچنا میز بانوں کے لئے ذِلّت ہوتی ہے اس لئے جو شخص یہ خیال رکھتا ہے کہ مہمانوں کی خدمت کرنا میری عزّت کے خلاف ہے وہ نادان ہے اور وہ نہیں سمجھتا کہ خدمت کرنا عزّت کو بڑھاتا ہے نہ کہ گھٹاتا ہے۔

پس مَیں قادیان کے لوگوں کو اِس کی طرف خاص طور پر توجّہ دلاتا ہوں کہ وہ خاص طور پر مہمانداری میں حِصّہ لیں اور اپنا حَرج کر کے بھی حِصّہ لیں۔ مَیں یہاں کے دُکانداروں کو دُکانداری سے روکنا پسند نہیں کرتا خدا تعالیٰ نے حج کے موقع پر بھی تجارت کو جائز رکھا ہے قادیان کے دُکانداروں کے لئے بھی یہ تجارت کرنے کا موقع ہے مگر جہاں خدا تعالیٰ ایسے موقعہ پر تجارت کرنے سے منع نہیں کرتا وہاں یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ بالکل اسی میں لگ جائیں۔ پس دُکاندار خوب کمائیں اور خوب تجارت کریں مگر کچھ وقت مہمانداری میں بھی صَرف کریں۔ مثلاً کھانا کھلانے کے وقت دُکانوں کو بند کر دیں اور اس وقت مہمانوں کی خدمت کریں۔ اس وقت قریباً تمام مہمان کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اور سَودا کم خریدتے ہیں اور جو لوگ فارغ ہوں وہ سارے اَوقات خدمت گذاری میں لگائیں اور ثواب کمائیں مومن کی تو یہ شان ہونی چاہیئے کہ ثواب کمانے کا کوئی موقع نہ جانے دیں۔ صحابہ کرامؓ کتنی کوشش کرتے تھے حدیث میں آیا ہے کہ غریب صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ یارسُول اللہ امیر زکوٰۃ دے دیکر

---

[1] بخاری و مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہم سے ثواب میں بڑھ رہے ہیں ہم کیا کریں کہ ان کے برابر ثواب حاصل کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید نماز کے بعد کیا کرو۔ کچھ عرصہ اِس طرح کرنے کے بعد وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ امراء نے بھی اِس طرح کرنا شروع کر دیا ہے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اب ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ ان کو نعمت دیتا ہے اور وہ اس کی راہ میں دے کر ثواب حاصل کرتے ہیں تو مَیں کیا کروں یہ ان کی ہمّت اور اخلاص ہے۔[1]

پس آپ لوگ بھی پورے طور پر کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کریں۔ اگر کسی کے ذمّہ کوئی فرض لگایا جائے اور وہ اس کو پورا کر دے لیکن اس کے کرنے کا کوئی اَور کام ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ بھی کرے اور بڑی خوشی کے ساتھ کرے اور اگر کوئی اس پر سختی کرے تو اسے بھی برداشت کرے اور کام کے کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔

اِسی طرح وہ لوگ جو باہر سے آئے ہیں وہ یاد رکھیں اور جو ابھی نہیں آئے انہیں پہنچا دیں کہ قادیان کی ہر ایک چیز شعائر اللہ ہے اِس لئے ان سے ان کو بھی فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور اپنے اوقات کو اِدھر اُدھر پھر کر رائیگاں نہیں کھونا چاہیئے اگر کوئی شخص یہاں آ کر کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتا تو سمجھ لے کہ وہ اپنے اوقات کو ضائع کرتا ہے پس آنے والا ہر ایک شخص اپنے اَوقات کو فائدہ اُٹھانے میں لگائے۔ نمازیں باجماعت پڑھے اور عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ یہاں کے میز بانوں اور مہمانوں کو اِس موقع سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے تا کہ وہ تقویٰ کو حاصل کریں اور زیادہ بڑھائیں۔

(الفضل ۲۰ ؍جنوری ۱۹۱۷ء)

نوٹ: ۲۹ ؍دسمبر کے خطبہ کے بارہ میں الفضل ۳۰ ؍دسمبر ۱۹۱۶ء کے ص ۲ پر لکھا ہے کہ:-

''مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کے لئے ۱½ بجے تک لوگ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ پونے دو ۲ بجے اعلان ہوا کہ جمعہ باہر (جلسہ گاہ مسجد نور میں) ہوگا۔ وہاں دوڑے دوڑے پہنچے۔ دو ۲ بجے حضور نے مختصر خطبہ سورۃ العصر پر پڑھا۔''

---

[1] بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الذکر بعد الصّلوٰۃ۔